دشتِ جنوں

قسط نمبر ۴

"وہ اس لئے کیونکہ میں تم سے بہت متاثر ہوں اتنی سی عمر میں اتنی کامیابیاں حاصل کر لی ہیں کہ میری عمر کے لوگ تم سے متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکتے ہیں۔" اس بات پر وہ کھکھلا کر ہنسا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر منفرا کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

"ہیلو آئی ایم معاویہ!" اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ منفرا نے اپنا ننھا سا ہاتھ اس کی چوڑی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ معاویہ نے خیر سگالی کے تحت اس کے ہاتھ کو ہولے سے دبایا اور منفرا کو ایسا لگا اس کی ساری جان سمٹ کر ہتھیلی میں قید ہو گئی ہو۔ صرف یہی نہیں معاویہ کی مسکراہٹ منفرا کے دل پر اوس بن کر برسنے لگی تھی۔ ٹھنڈی، میٹھی اور پر سکون کر دینے والی۔

"ہیلو میں منفرا ہوں منفرا سکندر" اس نے خود ہی کو کہتے سنا تھا۔

"آپ سے مل کر خوشی ہوئی مس سکندر!" وہ بہت باوقار طریقے سے مسکرایا تھا۔

"مجھے بھی۔" منفرا مسکرائی لیکن اس نے محسوس کیا یہ مسکراہٹ فطری نہیں تھی پتا نہیں کیوں لیکن مسکرانے کے لئے اسے خود کو مجبور کرنا پڑ رہا تھا۔اس کے چہرے پر حیرانی کے تاثرات زیادہ لپک لپک کر آ رہے تھے۔

"منفرا کے بارے میں بتاتا چلوں سینٹ فرانسس کی چند بہترین اسٹوڈنٹس میں سے ایک ہے بس اس نے ایک کام غلط کیا میری بات مان کر گریجویشن میں سائیکالوجی کے دو میجرز لئے ہوتے تو عنقریب اس کا شمار امریکہ کے بہترین سائیکالوجسٹس میں ہوتا۔" ڈاکٹر ریمسن نے اپنے مخصوص دلچسپ انداز میں کہا تھا۔

"میں ذہانت کی قدر کرتا ہوں بلاشبہ ان کا تعارف مجھ سے پہلے ہونا چاہئے تھا۔" معاویہ نے بے ساختہ کہا اور متاثر کن انداز میں منفرا کو دیکھا۔ڈاکٹر ریمسن اور منفرا دونوں بے ساختہ اس کی بات پر ہنسے تھے۔معاویہ بے شک دلچسپ حس مزاح رکھتا تھا۔

"لیکن سائیکالوجی منفرا کی پسندیدہ فیلڈ نہیں ہے یہ ہمیشہ سے پینٹر بننا چاہتی تھی۔"

معاویہ اس بار پہلے سے زیادہ متاثر نظر آیا۔اس نے ایسے منفرا کو دیکھا جیسے یہ کوئی بہت بڑی خصوصیت ہو۔

"واقعی؟ سن کر اچھا لگا مجھے بھی پینٹنگ میں دلچسپی ہے میں چاہوں گا ڈاکٹر

ریمسن! آپ مس سکندر کو بھی میرے آفس لے کر آئیں اور یہ میری پینٹنگز کا کولیکشن دیکھیں۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں" ڈاکٹر ریمسن منفرا کی طرف ایسے دیکھا جیسے گیند اس کے کورٹ میں ڈال رہے ہوں۔

"یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہوگی مسٹر شیرازی! میں کبھی ضرور آپ کی کالیکشن دیکھوں گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے باوقار انداز میں کہا۔

"مجھے اب اجازت دیں ڈاکٹر ریمسن! آپ سے ملاقات اچھی رہی"معاویہ نے اب ڈاکٹر ریمسن کو دیکھا۔"امید ہے اگلی بار ہم میرے آفس میں ملیں گے۔"

"ہاں کیوں نہیں۔"ڈاکٹر ریمسن مسکرائے۔معاویہ نے ڈاکٹر ریمسن سے ہاتھ ملایا منفرا پر الوداعی مسکراہٹ اچھالی اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔منفرا کی نظروں نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے معاویہ کا تعاقب کیا۔اس کی چال باوقار اور غیر متزلزل تھی۔ایسی چال مضبوط قوت ارادی کے حامل افراد کی ہوتی ہے۔

منفرا نے دل میں سوچا۔ابھی اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ ڈاکٹر ریمسن کو کچھ یاد آیا اور انہوں نے معاویہ کو پکارا۔

"اپنا پرسکرپشن لیتے جاؤ۔"

"اوہ ہاں اس بارے میں تو میں بھول ہی گیا۔" معاویہ واپس آیا۔

"تمہیں کچھ دن یہ دوائیں استعمال کرنی چاہیئے تم بہتر محسوس کرو گے۔" ڈاکٹر ریمسن بات کرتے ہوئے اپنی میز پر ادھر ادھر ہاتھ مار رہے تھے انہیں جیسے کسی چیز کی تلاش تھی جو انہیں مل نہیں رہی تھی۔

"پتا نہیں میں نے وہ نسخہ کہاں رکھ دیا۔" ڈاکٹر ریمسن نے ایک دو فائلز کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے کہا پھر جب وہ مایوس ہوگئے تو انہوں نے اپنا نسخوں والا نوٹ پیڈ اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے میں تمہیں دوسرا نسخہ لکھ دیتا ہوں۔" انہوں نے نسخہ لکھ کر معاویہ کی طرف بڑھا دیا۔

نسخہ لے کر بھی وہ متذبذب دکھائی دیتا تھا۔ "آپ کو لگتا ہے یہ دوائیاں کام کریں گی؟"

"بالکل" ڈاکٹر ریمسن نے کہا۔ "تم بے فکر ہو کر انہیں استعمال کرو۔"

"شکریہ ڈاکٹر" وہ چلا گیا۔

تب منفرا جیسے کسی خواب سے جاگ کر ڈاکٹر ریمسن کی طرف متوجہ ہوئی

تھی۔

"آپ اسے کیسے جانتے ہیں ؟"وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"بتایا تو ہے وہ انڈسٹریل مشینری کے کاروبار سے منسلک ہے اور میں اس کی کمپنی کے چند شئیرز کا مالک ہوں۔"ڈاکٹر ریمسن کی چہیتی اسٹوڈنٹ تھی وہ۔

"یہاں کس لئے آیا تھا۔"پتا نہیں منفرا کو کیوں اتنا تجسس ستا رہا تھا۔

"وہ پرائمری انسومینیا کا شکار ہے اسی بارے میں بات کرنا چاہ رہا تھا۔"

"انسومینیا"وہ حیران ہوئی۔"اسے دیکھ کر لگتا تو نہیں کہ یہ انسومینیا کا مریض ہوگا۔"

"پرائمری انسومینیا" ڈاکٹر ریمسن نے تصحیح کروائی۔"یعنی ہر سات دن میں دو راتیں بے خواب گزرتی ہیں۔"

"آپ نے اس سے وجہ نہیں پوچھی؟"

""ڈراؤنے خواب۔۔۔اسے ڈراونے خواب جاگنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔"

"اس کی فیملی ہسٹری پتا کرنا چاہیئے۔"اس نے پرسوچ انداز میں کہا۔"آپ مجھے اس کے بارے میں کچھ اور بتائیں۔"

"ایک اچھا سائیکاٹرسٹ اپنے پیشنٹس کے راز کبھی کسی دوسرے کے

سامنے بیان نہیں کرتا۔"ریمسن مسکرائے۔"تمہیں یاد ہے؟میں یہ بات ہمیشہ کہتا ہوں۔"

"منفرا جھینپ سی گئی۔"جی یاد ہے۔"

"اگرچہ معاویہ میرا پیشنٹ نہیں ہے پھر بھی میں اس کے بارے میں زیادہ بات نہیں کرونگا۔وہ یہاں کسی کاروباری معاملے کے سلسلے میں آیا تھا۔بات برائے بات اس کی شب خوابی کا ذکر آگیا تو میں نے اسے دوائیاں لکھ دیں۔اب اگر تم اپنی انکوائری پوری کر چکی ہو تو پراجیکٹ کے بارے میں بات کر لیں ؟" ڈاکٹر ریمسن نے اتنا اچانک کہا کہ منفرا بری طرح جھینپ گئی اور اس کے گال سرخ ہوگئے۔ایسے وہ اور زیادہ خوبصورت لگنے لگی تھی۔

"خوش نصیب! خوش نصیب! میری بات سنو"

کیف اس کے پیچھے دوڑا آیا۔وہ رکی نہ پلٹی۔سیڑھیوں کے عین سامنے کیف اس کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔

"بات تو سنو میری۔"وہ منت سے کہہ رہا تھا۔

خوش نصیب نے ناراضی سے اسے دیکھا۔غصے سے خون کھول رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں سنو گی میں ہٹو میرے آگے سے۔مجھے پتا تھا یہی ہو گااس سے پہلے کبھی کسی نے ہمارا ساتھ دیا ہے جو اب کچھ ہوتا پتا نہیں میں تمہاری باتوں میں کیوں آجاتی ہوں۔"

"میں نے تو اپنی سی پوری کوشش کی ہے۔"وہ بیچارگی سے بولا۔"اب ابو نہیں مان رہے تو میں کیا کروں؟"

"نہیں منا سکتے تھے تو بڑھ بڑھ کر بول کیوں رہے تھے۔"وہ پھاڑ کھانے کو دوڑی۔

"میں مدد کرنا چاہتا تھا۔"وہ جیسے شاکڈ ہو کر بولا تھا۔

"اگلی بار کوشش بھی نہ کرنا۔"وہ تڑخ کر بولی اور جانے لگی۔کیف ایک دم سے سامنے آیا۔

"غصہ جانے دو۔جذباتی پن سے معاملات بگڑتے ہیں۔"تحمل سے سمجھایا۔

"کون سے معاملات؟وہ جو کبھی ہمارے حق میں تھے ہی نہیں۔"وہ جذباتی بھی تھی اور اس کا دل بھی چھوٹا تھا آنکھوں میں تیرتے موٹے موٹے آنسوؤں نے اس بات پر مہر ثبت کی۔

کیف پہلے ہی شرمندہ شرمندہ سا تھا آنسو دیکھ کر بالکل ہی بے بس ہو گیا۔

"اب رو تو مت۔" منت سے کہا۔

"روئیں میرے دشمن۔"ہاتھ کی پشت سے اس نے ناک رگڑی اور انگلی اٹھا کر بولی۔"تم دیکھنا ایک دن میں تم سب کو رلاؤں گی اپنے ساتھ ہونے والی ایک ایک زیادتی کو بدلہ لونگی۔" لال انگارہ آنکھوں کے ساتھ اس نے غضب ناک انداز میں کہا سرعت سے پلٹی اور بھاگتی ہوئی سیڑھیوں چڑھ گئی۔

کیف صمً بکمً کھڑا تھا۔

عرفات کسی کام سے باہر آئے تھے کیف کو یوں ہونق سا بنا کھڑا دیکھا تو قریب آگئے پہلے تو اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ وہ سر اٹھائے سیڑھیوں میں کیا تلاش کر رہا ہے پھر گلا کھنکھار کر اسے متوجہ کیا۔

کیف نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"کیا ہوا؟ شاہجہان کا کبوتر تمہارا رقعہ لانے والا تھا جو اسطرح انتظار میں کھڑے ہو؟"

کیف نے انہیں دیکھا اور بیچارگی سے بولا۔"خوش نصیب ناراض ہو گئی ہے۔"

"تو کونسا پہلی بار ہوئی ہے؟ہفتے میں سات دن ہوتے ہیں اور جہاں تک میری معلومات ہیں چھ دن وہ تم سے ناراض ہی رہتی ہے۔"

"ماموں! آپ تو ایسے نہ کہیں۔"وہ بسور کر بولا۔"پہلے ہی میرا دل عجیب سا ہو رہا ہے۔"

"یار! تمہاری عمر میں بیک وقت مجھ سے دو،دو لڑکیاں ناراض ہو جایا کرتی تھیں میں نے کبھی پرواہ نہیں کی تم ایک کی ناراضی سے گھبرا گئے۔"وہ ہرگز بھی سنجیدہ نہیں تھے کیف کو بھی ہنسی آگئی۔

"میں دو تو کیا چار کو ناراض کر کے پانچویں کے ساتھ خوشی خوشی ڈیٹ پر جا سکتا ہوں لیکن خوش نصیب تو خوش نصیب ہے آپ جانتے ہیں اس جیسی دوسری کوئی نہیں ہو سکتی۔"

"اس میں بھی کیا شک ہے۔"وہ متبسم لہجے میں بولے۔

"اچھا سنو یہاں کھڑے رہنے سے وہ مان نہیں جائے گی نہ ہی اس کی ناراضی اسقدر شدید ہوتی ہے کہ جا کر چھت سے چھلانگ ہی لگا دے اس لئے بے فکر ہو کر میرے ساتھ چلو۔"اس بار کیف زور سے ہنس دیا۔

"کہتے تو آپ ٹھیک ہیں۔"

وہ عرفات کے ساتھ چل دیا۔

ایک چمکیلی صبح فلک بوس کے دالان میں اٹکھیلیاں کرتی پھرتی تھی۔آسمان روشن اور چمکدار تھا۔

آئے کت نے ایک گہری سانس لی اور قدرت کی ساری تازگی کو اپنے اندر اتار لیا۔ پھر آنکھیں کھولیں اور مسکراتے ہوئے پھولوں کو دیکھنے لگی۔اس کے ہاتھ مشاقی سے سلائیوں کے ذریعے پیٹرن بننے میں مصروف تھے۔گود اور پیروں کے قریب پڑی باسکٹ میں دھنک رنگ اون رکھی تھی۔

ساتھ والی کرسی پر وسامہ بیٹھا تھا اور اخبار کی شہ سرخیوں پر نظریں دوڑا رہا تھا۔وہ بہت پرسکون دکھائی دے رہا تھا۔آئے کت کا دل اس بات سے خوش ہوا۔عورت جس مرد سے محبت کرتی ہے اس کا ذہنی سکون بھی عورت کے لئے بہت بڑی مسرت کا باعث بنتا ہے۔تو آئے کت بھی خوش تھی کیونکہ وسامہ مطمئن نظر آرہا تھا۔اس کی خوشی کی دو وجوہات اور بھی تھیں ایک تو یہ کہ معاویہ کی بھجوائی ہوئی نٹنگ مشین کے ذریعے اس نے اتنے پیٹرن تیار کر لئے تھے کہ انہیں باآسانی مارکیٹ میں بھجوایا جا سکتا تھا دوسری اور سب سے اہم بات اسے یقین تھا اس بار اللہ اس پر کرم کرے گا اور اس کی گود ضرور بھر دے گا۔یہ وہ واحد خواہش

تھی جس کا ذکر وہ وسامہ کے سامنے نہیں کرتی تھی مگر ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی خواہش بڑھتی جا رہی تھی۔

"آئے کت! اگر تم کچھ فارغ ہو تو تھوڑی دیر تک نیچے وادی میں جائیں گے مجھے اسٹیشنری کا کچھ سامان خریدنا ہے۔"

آئے کت کی سوچوں کے سلسلے کو وسامہ کی آواز نے توڑ دیا تھا۔وہ وسامہ کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

"ہاں کیوں نہیں یہ آخری پیٹرن ہے۔میں پورا کر لوں پھر چلتے ہیں۔"

وسامہ نے اسے محبت بھری نظروں سے دیکھا۔"تم بہت محنتی ہو اللہ تمہیں کامیاب کرے میں معذور نہ ہوا ہوتا تو تمہیں کبھی اتنی محنت نہ کرنی پڑتی۔"اس کے چہرے پر تاریک سایہ لہرا تھا۔آئے کت کے دل کو کچھ ہوا۔وسامہ ایسا نہیں تھا وہ برے سے برے حالات میں بھی مایوسی کا ذکر نہیں کرتا تھا وہ ہمیشہ پر امید رہتا تھا۔لیکن جب سے حادثے کا شکار ہوا تھا ہر کچھ دن کے بعد اسی طرح مایوسی کی باتیں کرنے لگتا تھا۔ایسے میں آئے کت کو کڑی محنت کرنا پڑتی۔وہ زندگی کے اچھے پہلو نکال کر وسامہ کو دکھاتی اور ثابت کرنے کی کوشش کرتی کہ وہ

ناکام نہیں ہے۔

"آپ معذور نہ ہوئے ہوتے میں تب بھی اتنی ہی محنت کرتی کیونکہ اپنا کاروبار کرنا ہمیشہ سے میرا خواب رہا ہے۔" آئے کت نے خوبصورتی سے بات کو ایک الگ رخ دیتے ہوئے کہا تھا۔

"تمہیں یاد ہے آئے کت! ہم پہلی دفعہ کہاں ملے تھے؟" وسامہ نے گزرے دنوں کی ایک یاد کو ذہن میں تازہ کرتے ہوئے پوچھا وہ زیرلب مسکرا رہا تھا۔

"بہت اچھی طرح سے" آئے کت نے سلائیوں پر نیلے رنگ کی اون چڑھاتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔ "ہم اس ہاسپٹل کے کاریڈور میں ایک دوسرے سے ٹکرائے تھے جہاں میں ملازمت کرتی تھی۔ آپ زخمی ہو کر آئے تھے اور بضد تھے کہ پولیس کی مداخلت سے پہلے آپ کو ٹریٹمنٹ دیا جائے۔"

"نہیں وہ دوسری ملاقات تھی اس سے پہلے میں نے تمہیں پھولوں کی نمائش میں دیکھا تھا بہت سارے سرخ اور سفید للی کے پھولوں کے درمیان تم بھی مجھے ایک خوبصورت پھول لگی تھیں۔" آئے کت نے خوشگوار سی حیرانی کے ساتھ اسے دیکھا۔

"یہ بات آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی؟میں نے اپنی ایک سہیلی کے ساتھ مل کر اس نمائش میں ایک اسٹائل لگایا تھاانشرح کو اسٹنٹ کی ضرورت تھیاگر وہ مجھے مجبور نہ کرتی تو میں کبھی اس نمائش میں نہ جاتی۔"

"یہ ممکن نہیں تھا کہ تم وہاں نہ جاتی اللہ ہمیں ملوانا چاہتا تھا اس لئے اس نے اس ملاقات کی راہ ہموار کی تھی۔"

"لیکن ہم وہاں نہیں ملے ہم تو ہاسپٹل میں"

"میں نے بتایا ناں وہ دوسری ملاقات تھی۔"اب وسامہ شرارت سے مسکرانے لگا۔

"ہاسپٹل تو میں تمہارے پیچھے آیا تھا۔"

آئے کت خوشگوار انداز میں شاکڈ ہوئی۔"کیا کہہ رہے ہیں ؟"

"ہاں یہی سچ ہے مجھے کوئی چوٹ نہیں لگی تھی میں تم سے ملنا چاہتا تھا۔معاویہ نے تمہارے وئیر اباؤٹس کا پتا لگایااور مجھ کو زخمی ظاہر کر کے ہاسپٹل جانے کا آئیڈیا بھی

اسی کا تھاتمہیں یاد ہے اس روز معاویہ اور اس کے دوستوں نے ہاسپٹل میں کتنا شور مچایا ہوا تھا۔"

"بہت اچھی طرح یاد ہے" وہ یاد کر کے ہنسی۔"اور یہ بھی کہ معاویہ چاہتا

تھا آپ کو میں ہی بینڈیج کروں وہ تو شکر ہے وہاں ڈاکٹر نعمان آگئے اور انہوں نے سب کو بھگا دیا۔"

"اس کے بعد ہم کہاں ملے؟"وہ یاد کرنے لگا۔

"اب یہ بھی میں یاد دلاؤں۔"وہ مصنوعی انداز میں آنکھیں نکال کر بولی پھر ہنسی اور ہنستی چلی گئی۔وسامہ اسے دیکھتا رہاآئے کت کو ہنستے کھلکھلاتے دیکھنا ہمیشہ اس کے لئے ایک دلچسپ منظر ہوتا تھا۔وہ بیوی بھی تھی محبوبہ بھی۔اس کا عشق بھی تھی عزت بھی۔اس کے لئے وسامہ نے اپنے ماں باپ کو چھوڑ دیا تھا ان کی ناراضگی برداشت کر لی تھی اس عورت کے بغیر رہنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

ہنستے ہوئے آئے کت کو عجیب سا احساس ہوا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہو۔اس کے سلائیوں کو حرکت دیتے ہوئے ہاتھ رک گئے اور ہنسی بھی جیسے تھم سی گئی۔لاشعوری طور پر اس نے گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا لیکن دور دور تک فلک بوس کا سبزہ زار پھیلا تھا اور اس کے اور وسامہ کے علاوہ کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"یہ ضرور میرا وہم ہو گا۔"اس نے سر جھٹک کر اس خیال سے پیچھا چھڑوایا تھا۔

"وسامہ! میں یہ اون سلائیاں اندر رکھ کر آتی ہوں پھر وادی چلتے ہیں۔"اس نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"خاتون بی بی سے کہو وہ اندر رکھ دے گی۔"

"خاتون بی بی کا کواٹر یہاں سے اتنا دور ہے کہ اس سے کچھ کہنے کے لئے بھی مجھے ایک لمبا راستہ طے کرنا ہو گا اس سے بہتر ہے میں خود رکھ آوں کبھی کبھی میں سوچتی ہو وسامہ! فلک بوس میں ہم کسی مشکل کا شکار ہوئے تو فوری طور پر ایک دوسرے کی مدد کے لئے بھی نہیں پہنچ سکیں گے ایک تیز رفتار گاڑی ہونی چاہیئے تھی جسے فلک بوس کے اندر استعمال کیا جاتا۔"وہ مزاق کر رہی تھی وسامہ نے اس کے مزاق کو انجوائے کیا۔

"پتا نہیں معاویہ کے دادا جان نے کیا سوچ کر اتنی وسیع و عریض عمارت بنوائی ہو گئی؟"

"بشام کے نواب صاحب نے ان کی خدمات کے عوض فلک بوس انہیں انعام میں دیا تھا تمہیں پتا ہے تہہ خانے میں ایک قید خانہ بھی ہے سنا ہے نواب صاحب وہاں خطرناک مجرموں کو رکھتے تھے۔بعض کا تو انتقال بھی اسی

قید خانے میں ہوا تھا۔"

"توبہ کیسی ڈرا دینے والی ہسٹری ہے اس قلعے کی۔"

"ہاہا اب تم ڈر رہی ہو۔"وہ بدلہ لینے لگا اور آئے کت سمجھ گئی وسامہ اسے چڑا رہا تھا کیونکہ وہ اسے چڑاتی رہی تھی۔وہ ہنس دی۔

"یہ پیٹرن مکمل ہوگیا؟"

"ہاں بس اندر کی سلائی باقی ہے۔"

"تمہارے ہاتھ میں بہت مہارت ہےاس پیٹرن کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ کسی ماہر کا کام نہیں ہے۔"وسامہ نے پیٹرن کے کونے کو چھوتے ہوئے کہا۔

"شکریہ کاش میں آپ کو اپنی ماماجان کے ہاتھ کے ڈیزائن دکھا سکتی میرا کام تو ان کے آگے کچھ بھی نہیں ہے۔"

دونوں ہی کچھ دیر کے لئے چپ ہوگئے جیسے ایک دل دکھا دینے والا موضوع ان کے درمیان آگیا ہو۔

"میں دعا کرتا ہوں تمہارے ماں باپ کو اللہ جنت میں جگہ دے۔"

"آمین"اس نے آنسو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اور باسکٹ اٹھا کر

اندر کی طرف بڑھ گئی۔

وسامہ نے اسے سر جھکائے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا۔

خوش نصیب اوپر آئی چھت صبح کی دھوپ سے بھری ہوئی تھی۔اس نے غصے میں جاکر کبوتروں کے ڈربے کھول دیئے۔

آن کی آن چھت مختلف رنگوں کے کبوتروں سے بھر گئی۔اور کبوتروں کی مخصوص آوازوں کا شور مچ گیا۔اس شور سے اس کے غصے کا گراف بڑھنے لگا۔

اس نے باجرے کا لفافہ الٹ دیا۔کبوتر اپنی مخصوص آوازیں نکالتے دانہ چگنے لگے۔

"سب کے سب جھوٹے ہیں سب غاصب،یتیموں کا حق مارنے والے۔" اس نے غصے سے کبوتروں کی پانی والی کنالیوں کو ہاتھ مارا۔ساری کی ساری دھڑام سے نیچے گریں اور ٹکڑوں میں بٹ گئیں۔کبوتر سہم کر اڑ گئے۔کچھ یہاں وہاں منڈیروں پر جا بیٹھے کچھ ہوا میں قلا بازیاں کھانے لگے۔

خوش نصیب نے ہتھیلی کی پشت سے گال رگڑے پاؤں پٹخے اور منڈیر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔اسے ابھی دیر تک اپنا دل جلانا تھا اور خون تو پہلے ہی

کھول رہا تھا۔

شور کی آواز سن کر کمرے سے روشن آراء باہر آئیں۔اور سر پیٹ لیا۔

"یہ کیا کیا تم نے؟"

"جو مجھے ٹھیک لگا وہ میں نے کیا۔"ناراضی سے بولی۔

"خوش نصیب! پہلے کیا کم پریشانیاں ہیں جو تم نے یہ اور مصیبت اٹھا دی۔"وہ روہانسی ہو گئی تھیں۔

تبھی کبوتروں کی آوازیں سن کر طوطا دوڑا آیا اور اپنے کبوتروں کی شامت دیکھ کر اس کا منہ بن گیا۔

"یہ کیا ہوا ہے؟میرے کبوتروں کو کس نے کھولااوراور یہ کنالیاں کیسے ٹوٹ گئیں ؟"

"میں نے کھولے کبوتر۔۔۔میں نے توڑیں کنالیاں۔"تڑخ کر بولی۔

"تمہارا دماغ خراب ہے کیا؟"اس کا صدمے سے برا حال تھا۔

"سارے کبوتر اڑ ادیئے میرے"

"شاجہان بیٹا! تم ناراض مت ہو کبوتر آجائیں گے۔"روشن آراء شاجہان کے روعمل سے زیادہ اس کی اماں کے روعمل کا سوچ کر پریشان ہو رہی تھیں۔

"کیسے آجائیں گے چچی!یہ آپ کی بدتمیز بیٹی۔"وہ غصے سے بولا

"ایک منٹ ایک منٹ۔"خوش نصیب کمر کس کر میدان میں آئی۔"یہ بدتمیز کسے کہا ہے؟اور میری روشن امی سے ذرا آہستہ آواز میں بات کریں۔"

"ایک تو تم نے میرے کبوتر اڑا دیئے اوپر سے ایسے بات بھی کر رہی ہو۔"

"کبوتر تو کیامیں تو سارے طوطے بھی اڑا سکتی ہوں۔"وہ دانت کچکچا کر بولی۔

"خوش نصیب! تم خاموش رہو۔"روشن آراء آگے آئیں مبادہ بات نہ بڑھ جائے۔

"آپ مجھے کیوں خاموش کروا رہی ہیں ابھی تو میں کچھ بولی ہی نہیں۔"

"جاؤاور جاکر پیچھے سے باجرہ لیکر آو۔"شاجہان نے سختی اور ناراضی سے کہا۔

"ملازمہ نہیں ہوں میں آپ کی۔۔۔جائیں اور خود لیکر آئیں۔"وہ پلٹی۔

"خوش نصیب! بھائی جو کہہ رہا ہے وہ کرو۔"روشن امی نے سختی سے کہا۔

"کون بھائی ؟کس کا بھائی؟"

"چپ چاپ جاؤاور باجرہ لیکر آو۔"اب روشن امی نے اتنے غصے سے کہا کہ خوش نصیب کی ساری اکڑ نکل گئی۔لیکن غصہ نہ گیا۔شاجہان کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

روشن امی شاہجہان سے کہہ رہی تھیں۔

"خوش نصیب کی حرکت کے لئے میں معافی چاہتی ہوں شاہجہان بیٹا!"

خوش نصیب کے پیروں پر لگی تلووں میں جاکر بھی نہ بجھی۔

"اونہہ معافی چاہتی ہوں انہی معافیوں تلافیوں نے ان سب کو سر چڑھا رکھا ہے۔"وہ تیز تیز سیڑھیاں اتر گئی۔

آئے کت گول طرز کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی اس کے ایک ہاتھ میں باسکٹ تھی جس کے اندر کئی رنگوں کی اونیں موجود تھیں۔سیڑھیوں پر سرخ رنگ کا قالین بچھا تھا جس کے نرم ریشے میں چاپ ابھرنے سے پہلے معدوم ہو جاتی تھی۔

سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے آئے کت کی نظر فانوس پر پڑی۔کرسٹل کا فانوس ہولے ہولے لرز رہا تھا اور اس کے ایک گلوب پر ایک ننھا سا چوہا بیٹھا اپنے ہاتھ سونگھ رہا تھا۔آئے کت کے دیکھتے ہی دیکھتے چوہے نے چھلانگ لگائی اور غائب ہوگیا لیکن چوہے کی حرکت سے فانوس کچھ اور زور سے ہلنے لگا یہاں تک کہ اس کی آواز بھی سنائی دینے لگی۔

"اتنی تاکید کے باوجود فلک بوس میں صفائی کا انتظام تسلی بخش نہیں ہو رہا مجھے اس بارے میں وسامہ سے بات کرنی ہو گی۔ایسا نہ ہو یہ چوہے گلہریاں فلک بوس کے قیمتی سامان کو کوئی نقصان پہنچا دیں۔"

وہ سوچتے ہوئے اس کمرے میں آگئی جہاں نٹنگ مشین رکھی تھی۔بہت دنوں سے وہ یہاں کام کر رہی تھی اس لئے کمرے کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔بنیادی طور پر آئے کت صفائی پسند طبیعت کی مالک تھی اسلئے کمرے میں گندگی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا ہاں بکھرا وا بہت تھا۔اون، سلائیاں ،نٹنگ مشین کے مختلف پرزے پڑے ہوئے تھے ایک طرف ترتیب سے وہ تمام پیٹرن رکھے تھے جو ان دنوں میں آئے کت نے دن رات کی محنت سے تیار کئے تھے۔

آئے کت باسکٹ رکھ کر جانے لگی تو اسے یاد آیا نٹنگ مشین میں ایک پیٹرن کی پتری جوں کی توں لگی چھوڑ دی تھی اس نے۔وادی جانے سے پہلے اس پرتی کو صاف کر دینا چاہیئے یہی سوچ کر وہ مشین کی طرف آگئی اور مہارت سے پتری نکالنے لگی۔

دراصل ہر ڈیزائن کی پتری کو ساتھ کے ساتھ صاف کرکے اس پر مشین کا مخصوص تیل لگانا ضروری ہوتا تھا ورنہ اون کے باریک ذرات ان پتریوں کو

نقصان پہنچانے کا باعث بنتے تھے۔آئے کت یہ کام کر رہی تھی جب اچانک اسے ایسا لگا جیسے دروازے کے سامنے سے کوئی گزرا ہو۔اس نے بے ساختہ اس طرف دیکھا لیکن وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔آئے کت اپنا وہم سمجھ کر پھر سے مشین کی طرف متوجہ ہو گئی لیکن یہ چند سیکنڈ کی بات تھی دوبارہ اسے ایسا لگا جیسے کوئی دروازے کے سامنے سے تیزی سے بھاگتا ہوا گزرا ہو۔اس بار آئے کت چونک کر دروازے کی طرف بھاگی۔

"کون ہے؟کون ہے وہاں؟" وہ دروازے سے باہر نکلی اور زور اور ناراضی سے آواز دیکر پوچھا۔جواب میں اسے خاموشی اور سناٹا ملا۔وہاں کوئی بھی نہیں تھا کاریڈور دور تک خالی پڑا تھا۔

خوش نصیب دھپ دھپ کرکے سیڑھیاں اتری، صحن عبور کیا اور فضیلہ چچی کے پورشن میں آگئی۔سناٹا چھایا ہوا تھا وہ سیدھی چچی کے پاس گئی تاکہ باجرے کے متعلق معلوم کر سکے۔اندر سے باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

خوش نصیب کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا کیونکہ موڈ ہی بہت خراب تھا پھر بھی اپنا نام سن کر ٹھٹھکی اور کان لگا کر سننے لگی۔

" بس اس بات کا خیال رکھنا۔روشن اور اس کی بیٹیوں کو اس بارے میں پتا نہیں چلنا چاہیے۔"یہ فضیلہ چچی کی آواز تھی۔

" اوہو امی! آپ ہر وقت ایسی باتیں ہی کیوں کرتی رہتی ہیں وہ بھی تو ہماری اپنی ہے۔" یہ منہا کی آواز تھی۔

"اس دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہوتا میری بیٹی!" فضیلہ چچی نے کہا۔

"اور ویسے بھی امی کونسا اپنے فائدے کے لئے کہہ رہی ہیں ؟رشتہ تو تمہارا ہی کرنا ہے۔" صیام نے کہا

"مجھے تو یہ بات سمجھ نہیں آرہی صیام سے پہلے آپ کو میرے رشتے کی فکر کیوں پڑ گئی؟" منہا نے چڑ کر کہا تھا۔

"اس لئے کیونکہ صیام کے رشتے کی تو کوئی فکر ہی نہیں ہے امی خود بتاتی ہیں آٹھویں کلاس میں تھی میں۔جب سے رشتے آرہے ہیں۔"صیام نے اترا کر کہا تھا۔" اور ایک تو تمہاری شکل ایسی ہے اوپر سے یہ کالے فریم کے نظر

کی عینک لگا کر اور ہونق لگنے لگتی ہو کون کرے گا تم سے شادی؟" وہ تو ایسی ہی تھی بہن کو بھی نہیں بخشا تھا۔

"کوئی نہ کوئی کر ہی لے گا۔"منہا غصے سے بولی۔

"غلط فہمی۔"صیام نے کہا

"ارے تم دونوں لڑنا تو بند کرو۔" فضیلہ چچی چڑ کر بولیں۔" جب دیکھو تم دونوں لڑ ہی رہی ہوتی ہو یہ نہیں کہ ماں کی بات ہی سن لو۔"

"آپ نے کونسا عالمانہ بیان دینے ہیں امی! کہ ہر وقت آپ کی سنی جائے۔"منہا نے کہا۔

"ذرا بک بک کم کیا کرو اور اب کان کھول کر میری بات سنو میں چاہتی ہوں فاطمہ کے بیٹے سے منہا کا رشتہ طے ہوجائے صیام کے لئے تو کیف ہی ٹھیک رہے گا۔"

"ارے واہ منہا سے آپکو زیادہ پیار ہے ناں جو آسٹریلیا پلٹ سے اس کا رشتہ کروا رہ ہیں۔"صیام کو جوش آیا۔

"صیام ! پیچھے نہ پڑ جایا کرخود ہی تو کہتی تھی شادی کرونگی تو کیف سے۔"فضیلہ چچی نے کہا۔

"تو وہ تو پرانی بات تھی ناں امی! اس وقت مجھے یہ تھوڑا ہی پتا تھا کہ آپ کی کوئی سہیلی آسٹریلیا میں رہتی ہیں اور کبھی نہ کبھی ہمارے گھر آسکتی ہیں۔"

"بس ٹھیک ہے اسی کا رشتہ کروا دیں۔"منہا نے ناک سے مکھی اڑائی۔"مجھے تو ویسے بھی ایم فل کرنا ہے اتنی جلدی شادی کا سوچونگی بھی نہیں۔"

"ارے بھئی ان لوگوں کو آنے تو دو پھر دیکھی جائے گی کہ کس کون کسے پسند کرتا ہے۔" فضیلہ چچی ترخ کر بولیں۔

"میں تو صرف یہ کہہ رہی تھی کہ روشن اور اس کی بیٹیوں کو اس بات کی کان و کان خبر نہیں ہونی چاہیئے۔نہ ہی ان سب کو مہمانوں کے سامنے زیادہ آنے دینا ہے فاطمہ میری دور پار کی رشتے دار ہے تو روشن کی بڑی اچھی سہیلی بھی تھی۔"

"آپ فکر ہی نہ کریں میں فاطمہ آنٹی اور ان کے بیٹے پر اپنا ایسا تاثر جماؤں گی کہ کوئی لاکھ سامنے آجائے انہیں میرے سوا کوئی نظر ہی نہیں آئے گا۔"

"اے شاباش میری بچی!"فضیلہ چچی نے اس کی بلائیں ہی لے ڈالیں۔

باہر کھڑی خوش نصیب کی آنکھیں چمک اٹھیں۔مکار سی مسکراہٹ اس نے لبوں پر سجا لی۔اور چٹکی بجا کر دل میں خود سے بولی۔

"اب آیا ناں اونٹ پہاڑ کے نیچے دیکھنا بچو! میں تم لوگوں سے کیسا بدلہ لیتی ہوں۔"

ایک جھٹکے سے دوپٹہ کندھے پر ڈالا ادا سے گردن لہرا کر پلٹی اور اچھلتی کودتی خوش ہوتی چلی گئی۔دل میں لگی ہوئی آگ پچاس فیصد تو بدلہ لے لینے کے خیال سے ہی بجھ گئی تھی۔

پہاڑ کے سینے پر سڑک بل در بل بچھی تھی۔پائن کے درخت ان پر سایہ کرتے تھے اور کناروں پر خود رو گھاس اور پہاڑی پھولوں کی بہتات دکھائی دیتی تھی۔وسامہ اور آئے کت چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے چڑھائی عبور کر رہے تھے۔ان سے بہت دور پہاڑ سینے پر پورے طمطراق سے قلعہ فلک بوس سر اٹھائے کھڑا تھا یہاں سے فلک بوس کی چمنیوں کے سرے دکھائی دیتے تھے۔

آئے کت کو ایک دم خیال آیا اب اسے ان سڑکوں پر چہل قدمی کرنا ترک کر دینا چاہیئے۔وادی کی طرف جاتے ہوئے قدم تیزی سے پڑتے تھے کیونکہ سڑک نیچے کی طرف بہتی تھی اور واپس آتے ہوئے پیروں کو جما کر اور محنت سے رکھنا پڑتا تھا جس سے تھکن ہوتی تھی۔اگر وہ واقعی حاملہ ہو چکی

تھی تو اتنی مشقت اسے نقصان پہنچانے کا سبب بن سکتی تھی۔لیکن خیر ابھی کچھ بھی واضح نہیں تھا اور جب تک پریگننسی کنفرم نہ ہوجاتی کوئی بھی پیش بندی نری حماقت کہلاتی۔آئے کت نے اس وقت فیصلہ کیا کہ پہلی فرصت میں اپنے ٹیسٹ کروائے گی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"اچانک وسامہ کی آواز نے اس کے خیالات کے سلسلے کو منقطع کر دیا۔

"کچھ خاص نہیں۔"اس نے سڑک کے کنارے سے ایک زرد رنگ کا پھول توڑتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی کچھ نہ کچھ تو ہوگا۔"اس نے اصرار کیا۔

"معاویہ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔"اس نے بات بنائی۔

"کیا سوچ رہی تھی معاویہ کے بارے میں؟"

"بہت دنوں سے آیا نہیں۔"

"پڑھائی میں مصروف ہوگا۔"

"تھوڑا ضدی ہے معاویہ!"

"اچھا؟"وسامہ حیران ہوا۔"یہ کیسے لگا تمہیں ؟"

"خود ہی بتا رہا تھا جو چیز مجھے اچھی لگ جائے اسے حاصل ضرور کرتا ہوں چاہے کوئی بھی قیمت ادا کرنی پڑے۔"

"ہاں یہ تو بالکل سچ کہا اس نے۔" وسامہ یہ بات سن کر ہنسا جیسے بڑی دلچسپ بات سنی ہو۔

"بلکہ صرف یہی نہیں بچپن میں تو وہ ایسی چیزوں کو توڑ دیا کرتا تھا جو کسی وجہ سے اسے نہیں مل پاتی تھیں۔"

"میرے خدا! میں تو اسے سلجھے ہوئے مزاج کا لڑکا سمجھی تھی۔"

"وہ سلجھے ہوئے مزاج کا ہی ہے لیکن زندگی میں جو حالات اس نے دیکھے ہیں ان حالات میں کوئی اور ہوتا تو یقیناً بہت بگڑا ہوا ہوتا۔"

"آپ کو معاویہ سے بہت محبت ہے اس لئے اسے جسٹیفائی کر رہے ہیں۔" آئے کت نے ذرا ناراضی سے کہا۔ "ورنہ اس کی بیشتر عادتیں غصہ چڑھانے والی ہیں۔"

"ہاں مجھے معاویہ سے بہت محبت ہے وہ میرے لئے کزن نہیں چھوٹے بھائیوں کی طرح ہے دنیا میں صرف وہ ہے جس کے لئے میں جان بھی دے سکتا ہوں۔"

"اوہ پلیز اب اس طرح کی باتیں مت کریں میں حسد میں مبتلا ہو جاؤں گی۔"

"ہاہاہاہا۔۔۔معاویہ یہ سنے تو خوب ہنسے۔"

آئے کت معاویہ کے رد عمل کا سوچ کر مسکرانے لگی۔

"معاویہ کی ماما اس سے ملتی ہیں ؟"

"ہاں اکثر وہ آتی ہیں لیکن معاویہ ان سے ملنا پسند نہیں کرتا۔"

"کیوں ؟" حیران۔

"وہ سات سال کا تھا جب پھپھو کی دوسری شادی ہو گئی۔شادی سے پہلے کے عرصے میں بھی معاویہ کی پرورش میں ان کا کوئی خاص عمل دخل نہیں رہا میری امی نے ہی اسے پالا ہے۔"

"ایسا کیوں؟"

"دیکھو تم غلطی سے بھی کبھی معاویہ کے سامنے اس بات کا ذکر مت کرنا وہ ہرٹ ہو گا۔"وسامہ نے کہا۔

"دراصل معاویہ کی پیدائش سے پہلے اس کے فادر کسی دوسری عورت کے ساتھ انوالو ہو گئے تھےوہ فارن سروس میں تھے اور ان کا ذاتی کاروبار مختلف

ممالک میں پھیلا ہوا تھاجب دولت بے تحاشہ ہو اور زندگی میں ہر طرح کا سکون بھی حاصل ہوتو انسان اخلاقیات کے سبق بھول جاتا ہے معاویہ کے فادر کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ ہوا تھالیکن معاویہ کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی یہ بات پھپھو کو پتا چل چکی تھی اس چیز نے ان کو اتنا بڑا جذباتی شاک دیا کہ کسی حد تک ان کا ذہنی توازن بگڑ گیا معاویہ کے فادر نے انہیں ڈائیورس دے دی تو بابا نے پھپھو نے دوسری شادی کر وا دی۔معاویہ کو انہوں نے اپنے پاس رکھ لیا ویسے بھی پھپھو کو معاویہ کی پرواہ نہیں رہی تھی۔اس کے فادر نے اسے فائینینشلی سپورٹ کیا لیکن وہ اسے ساتھ رکھنے کے لئے تیار نہیں تھے یہی حال پھپھو کا تھاان سب باتوں کا معاویہ نے کافی اثر لیااپنی زندگی کی کمی کا بدلہ دوسروں سے لینے لگابہت غصیلہ ہوگیا تھا کھلونے بری طرح توڑ دیتا تھا کلاس فیلوز کو مار تا پیٹتا تھا۔"

"اف توبہ عجیب بات بتائی آج آپ نے معاویہ کو دیکھ کر نہیں لگتا وہ کبھی ایسا رہا ہوگا۔"

"ہر انسان بند کتاب کی طرح ہوتا ہے آئے کت!جب تک کتاب کو کھول کر نہ دیکھو اس کے راز واضح نہیں ہوتے۔" وسامہ ذرا دکھی سا لگ رہا تھا۔

"مجھے معاویہ سے بہت محبت ہے۔اس بیچارے کی قسمت میں مشکلات آئی بھی بہت ہیں۔"

"دراصل قسمت کچھ انسانوں کو چن لیتی ہے اور تحفوں کی طرح انہیں پریشانیوں اور مشکلات سے نوازتی رہتی ہے برا کرتی ہے قسمت۔" آئے کت نے کہا۔"جیسی زندگی میں نے گزاری میں کبھی نہیں چاہوں گی کہ کوئی دوسرا گزارے بس قسمت نے ایک مہربانی کی مجھے آپ سے ملوا دیا۔"پیار سے وسامہ کو دیکھا اس کی آنکھوں میں محبت ،نرمی اور شکر گزاری تھی۔

وسامہ نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"تم میرے لئے قدرت کا بہترین تحفہ ہو۔"وہ خوبصورتی سے مسکرایا محبت اس کے چہرے پر الوہی جذبے کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔

"میں دعا کرتا ہوں معاویہ کو مزید مشکلات نہ دیکھنی پڑیں زندگی میں۔"

"آمین۔" انہوں نے دیکھا فلک بوس قریب آگیا تھا اور چمنیوں کے اوپر غروب ہوتے سورج کی نارنجی کرنیں جھلملا رہی تھیں۔بشام میں ایک سرد شام اترنے لگی تھی۔

رات اس نے لحاف میں گھس کر ساری بات خوب آنکھیں گھما گھما کر ماہ نور کو بتائی۔

اس نے وہیں کانوں کو ہاتھ لگا لیا۔"کیوں سنتی ہو کسی کی باتیں ؟سو دفعہ سمجھایا ہے اللہ ایسی عورتوں کو ناپسند کرتا ہے جو چھپ کر دوسروں کی باتیں سنیں۔"

"عورتیں"اس نے برا سا منہ بنایا۔"توبہ کتنا خوفناک لفظ ہے۔"

"اصل بات کی طرف دھیان دو۔"ماہ نور نے ڈپٹ کر کہا۔

"میں کب سنتی ہوں؟"وہ فوراً مکر گئی۔"اب خود بخود کان میں آواز پڑ جائے تو میں کیا کروں؟"

"کان بند کر لو یا وہاں سے ہٹ جاؤ۔"ماہ نور ناراضی سے بولی۔

"اچھا چھوڑو ناں اس بات کو۔"خوش نصیب جلدی سے بولی۔"یہ سوچو کہ امی نے ہم سے اپنی کسی سہیلی کا ذکر کیوں نہیں کیا؟"

"یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔"ماہ نور نے کہا۔"ہو سکتا ہے بہت قریبی سہیلی ناں ہوں،اور فصیلہ چچی کی وہ رشتہ دار ہیں رشتہ داری کے نمبر ہمیشہ دوستی سے زیادہ ہوتے ہیں۔"

"اونہہ" زور سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔"بات دل کو لگی نہیں۔"

"ہو سکتا ہے امی کو پتا ہی نہ ہو کہ ان کی کوئی سہیلی گھر آنے والی ہیں۔"

"لیکن ماہ نور!" اس کی تان وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"اب بس کر دو خوش نصیب! نیند آ رہی ہے مجھے۔" وہ لیٹ گئی۔

"اچھا یہ تو بتا دو میرا پلان کیسا لگا؟"

"خبردار" اس نے فوراً کہا۔ "جو تم نے اپنے کسی اوٹ پٹانگ پلان پر عمل کیا میں سچ بتا رہی ہوں میں ابھی امی کو بتا دونگی۔"

"اووو ففففف" خوش نصیب نے دانت کچکچائے۔ "میں کیسے بھول گئی کہ تم کوئی بہادری والا کام کر ہی نہیں سکتی پیدائشی بزدل۔"

"بزدل ہوں تو بزدل ہی سہی لیکن ایسا کوئی کام میں کبھی نہیں کرونگی جو روشن امی کے لئے پریشانی کا باعث بنے۔" اس نے دوٹوک کہا۔

"تو تمہیں کیا لگتا ہے میں روشن امی کی پریشانیاں بڑھانا چاھتی ہوں؟ میں تو ان تمام پریشانیوں کا بدلہ لینا چاھتی ہوں جو اب تم ہماری روشن امی نے اکیلے جھیلی ہیں اس گھر کے کسی بندے کو میں سکون سے نہیں رہنے دونگی۔"

"سکون دینے والی اللہ کی ذات ہے ہمارے لئے اگر کسی نے پریشانیاں کھڑی کی ہیں تو اللہ ہی ان سے حساب لے گا انتقام لیکر کبھی کوئی خوش نہیں رہ سکتا معافی کی بڑی فضیلت ہے۔"

"میں اکثر سوچتی ہوں جب اللہ نے تمہیں اور روشن امی کو اتنا صابر بنایا تھا تو مجھے بھی بنا دیتا کم سے کم تمہاری باتیں تو نہ سنی پڑتیں۔" نرمی سے بولتے بولتے اس نے ٹون بدلی۔

ماہ نور نے اسے گھور کر دیکھا۔

"جو حرکت تم کرنا چاہ رہی ہو ناں اس کے بعد صرف میری نہیں سارے گھر کی باتیں سنا پڑیں گی میری بات یاد رکھنا۔"

"تم خود تو بزدل ہو سو ہو مجھے بھی کبھی کوئی بہادری کا کام نہ کرنے دینا۔" اس نے چڑ کر کہا اور دانت کچکچاتی ہوئی سر تک لحاف اوڑھ لیا۔

ماہ نور چند لمحے خاموشی سے لیٹی رہی پھر سر جھٹک کر منہ موڑ کر سو گئی۔

جس وقت وہ دونوں فلک بوس پہنچے شام کے نارنجی رنگوں میں رات کی سیاہی گھلنے لگی تھی اور آسمان اودا سا دکھائی دیتا تھا۔

خاتون بی بی شام کی چائے تیار کر چکی تھی لیکن بابا کبیر ایک بری خبر کے ساتھ ان کا منتظر تھا۔

" فلک بوس کی دوسری منزل پر کچھ کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹے ہوئے ہیں اور کچھ قیمتی آرائشی سامان غائب ہے۔"

"کیا؟"وسامہ اور آئے کت پر یہ خبر بجلی بن کر گری۔وہ تیزی سے دوسری منزل پر آئے۔ایک کمرہ جو فلک بوس کے مرکز میں تھا اور جس میں کوئی ایسا کھڑکی دروازہ نہیں تھا جو باہر سے متصل ہو یا جس کے ذریعے فلک بوس کے بیرونی حصے سے براہ راست اندر آیا جا سکے۔لیکن اس کی کھڑکیوں اور دروازوں کے شیشے ٹوٹے ہوئے تھے الماریوں کا سب سامان یہاں وہاں بکھرا پڑا تھا،دیواروں پر لگی ہوئی دو قیمتی پینٹنگز اور کچھ دیگر سامان غائب تھا۔

"یہ سب کب ہوا؟" وسامہ نے پریشانی سے پوچھا۔

"اس بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتامیں کسی کام سے اوپر آیا تھا جب

میں نے یہ سب دیکھا۔" بابا کبیر نے کہا۔

"کبیر! فلک بوس کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے۔" وسامہ نے ناراضی سے کہا

" آپ کی بات درست ہے۔ لیکن فلک بوس اتنا بڑا ہے کہ میں اکیلا ہر طرف نظر نہیں رکھ سکتا۔" بابا کبیر نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔"میں نے آپ سے کہا تھا ہمیں کچھ اور ملازمین کی ضرورت ہے یا کم سے کم ایک چوکیدار تو ضرور ہونا چاہیئے۔"

وسامہ نے کوئی جواب نہیں دیا وہ پریشانی سے سب طرف بکھرے ہوئے سامان کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے ہمیں پولیس سے رابطہ کرنا چاہیئے۔" آرے کت نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" وسامہ نے کہا۔

"تم بس یہ کرو کہ کسی گارڈ کا انتظام کرو جسے فلک بوس کی اینٹرنس پر تعینات کیا جاسکے۔ اگر باہر سے آکر کسی نے یہ حرکت کی ہے تو وہ لازمی طور پر گیٹ کی طرف سے ہی آیا ہوگا۔"

"جی بہتر۔"

"اور اس سامان کو ایسے ہی پڑا رہنے دو پولیس کو انکوائری کے لئے شواہد

چاہیئے ہونگے۔"

"چلو"وسامہ نے آئے کت سے کہا۔دونوں باہر آگئے۔

"آپ کے خیال میں یہ کس کی حرکت ہوگی؟"آئے کت نے باہر آکر پوچھا

"کوئی بھی چور اچکا ہو سکتا ہے۔مجھے فکر اس بات کی ہے کہ وہ جو کوئی بھی تھا آج ایک کمرے پر ہاتھ صاف کیا ہے کل باقی کمروں تک پہنچ سکتا ہے۔یہاں ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو اینٹیک کہلاتی ہیں اور ان کی قیمت ہماری سوچ سے بھی زیادہ ہوگی۔"

"آپ فوراپولیس سے رابطہ کریں۔"

"ہاں میں کرتا ہوں۔"

وسامہ نے فون کیا کچھ دیر میں مقامی پولیس کے تین نمائندے پہنچ گئے۔وسامہ مشہور مصنف تھا ادبی حلقوں میں اس کا بڑا چرچا تھا۔اس لئے بھی اس کی بات کو اہمیت دیا جانا ضروری تھا پھر فلک بوس کے ساتھ ارد شیرازی کا نام جڑا ہوا تھا جو سیاست سے وابستہ تھے سرکاری حلقوں میں ان کا بڑا نام تھا۔

"یہ کاروائی صرف اسی کمرے میں ہوئی ہے یا فلک بوس کا کوئی اور سامان بھی غائب ہے؟"

"میں نے تہہ خانے کو چھوڑ کر باقی سب طرف دیکھ لیا ہے ہر چیز اپنی جگہ پر موجود ہے کہیں کوئی نقصان نہیں ہوا۔" کبیر نے کہا

"عجیب بات ہے ایسا لگتا ہے جیسے چور کو کسی خاص چیز کی تلاش تھی اور وہ جانتا تھا مطلوبہ چیز اسے اسی کمرے میں ملے گی۔" ایس ایس پی نے کہا۔

"یہ معاویہ کا کمرہ ہے معاویہ، میرا پھپھو زاد بھائی، لیکن مستقل اس کے استعمال میں بھی نہیں رہتا کبھی کبھار آتا ہے وہ اور اسی کمرے میں بیٹھ کر کچھ میوزک انسٹرومنٹس بجاتا ہے۔"

"صرف اسی کمرے میں بجانے کی کوئی خاص وجہ؟" ایس ایس پی نے پھر پوچھا

"یہ کمرہ ساونڈ پروف ہے اندر کی آواز باہر نہیں جاتی۔" معاویہ نے جلدی سے کہا

"ٹھیک ہے ہم ایف آئی آر درج کر رہے ہیں۔ لیکن انکوائری کے لئے ہمیں کچھ وقت درکار ہو گا۔"

"پلیز ٹیک یور ٹائم۔" وسامہ نے کہا اور کبیر کے ساتھ کھڑا ہو کر انہیں شواہد تلاش کرتے دیکھنے لگا۔ ایس ایس پی نے ایک نمائندے کو شواہد اکٹھے کرنے کا کہا دوسرا الماریوں کی تلاشی لینے لگا۔ ایس ایس پی دوبارہ ان دونوں کے

پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

"میں ایک دفعہ سارے فلک بوس کا جائزلینا چاہونگا۔"

"ضرور کیوں نہیں۔"وسامہ نے کہا۔"لیکن میرا مشورہ ہے آپ یہ کام دن کے اوقات میں کریں کچھ حصوں میں لائٹ کا انتظام پورا نہیں ہے آپ کو دقت ہو گی۔"

"لیکن یہ ضروری ہے مسٹر وسامہ!"

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی آیئے۔"

"مشتاق! تم اس حصے میں دیکھو۔"وسامہ نے مشتاق نامی اردلی کے ساتھ کبیر کو کر دیا اور خود ایس ایس پی کے ساتھ ہو لیا۔وہ ایک ایک کمرے میں جھانکتے رہے وہاں سب کچھ ٹھیک ٹھاک دکھائی دے رہا تھا۔اس دوران ایس ایس پی وسامہ سے چھوٹے چھوٹے سوالات پوچھتا رہا۔

"آپ یہاں کب سے رہ رہے ہیں ؟"

"تقریبا دو سال سے۔"

"کیا پہلے بھی ایسا ہوا ہے؟"

"جی نہیں؟"

"مجھے تو یہاں ایسی کوئی غیر معمولی بات نظر نہیں آ رہی جس سے اندازہ لگایا جا سکے یہ کسی باہر والے کا کام ہے"

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں ؟"

ایس ایس پی وسامہ کا سوال سن کر ہنسا جیسے کوئی مزاحیہ بات اس کے دماغ میں آئی ہو ابھی وسامہ ایس ایس پی سے اس کی بے تکی ہنسی کا سبب پوچھنا ہی چہتا تھا کہ بابا کبیر تیز تیز چلتا ہوا آیا۔

"صاحب آپ لوگ اس طرف آئیں۔"وہ حواس باختہ لگ رہا تھا۔ایس ایس پی اور وسامہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور تیزی سے اس کے پیچھے لپکے۔

ڈاکٹر ریمسن کے آفس میں جتنی دیر منفرا موجود رہی لاشعوری طور پر معاویہ کے بارے میں سوچتی رہی۔ہر بار یہ احساس اسے حیرانی سے دوچار کرتا رہا۔لیکن

اس سے بھی زیادہ حیرانی کا جھٹکا اسے اس وقت لگا جب اس نے ڈاکٹر ریمسن کا لکھا ہوا نسخہ لفٹ کے فرش پر مڑا تڑا ہوا پایا۔وہ اپنا پین اٹھانے کے لئے جھکی تھی جب اس کی نظر اس کاغذ پر پڑی۔کاغذ ہاتھ میں لئے وہ

بری طرح شاکڈ ہوگئی۔ہاں یہ درست ہے کہ اس کاغذ پر معمولی نوعیت کی ادویات لکھی ہوئی تھیں۔لیکن جیسے اضطراب سے معاویہ نے وہ نسخہ وصول کیا تھا کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ اس نسخے کا یہ حشر کرنے والا ہے۔

منفرا فوری طور پر فیصلہ نہیں کر پائی کہ اسے اس بارے میں ڈاکٹر ریمسن کو مطلع کرنا چاہیئے یا نہیں۔نسخہ اس نے اپنے کراس بیگ میں رکھا اور اسی شش وپنج میں ہاسٹل واپس آگئی۔فی بی کسی پارٹی میں جانے کے لئے تیار ہو رہی تھی۔

منفرا نے بیگ ٹیبل پر اچھال دیا اور ہاتھ پاؤں پھیلا کر بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹی۔

"میں آج معاویہ سے ملی ڈاکٹر ریمسن کی سائیکائٹری میں۔"وہ ایسے بول رہی تھی جیسے کسی خواب کے اثر میں بول رہی ہو۔

"سائیکائٹری میں ؟"فی بی نے گہرے سرخ رنگ کی لپ اسٹک لگاتے ہوئے اس کی طرف پلٹی۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا وہ نفسیاتی مریض لگتا ہے۔"اسے اپنے اندازے کی درستی پر خوشی ہو رہی تھی۔

"وہ ٹریٹمنٹ کے لئے نہیں آیا تھا۔" منفرا نے سابقہ انداز میں کہا پھر ایک دم سے فی بی کی طرف مڑی۔ "وہ بزنس مین ہے اسے مسکرانا بھی آتا ہے فی بی! وہ بات بھی کرتا ہے اور اس نے مجھ سے ہاتھ بھی ملایا۔"

فی بی نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔ "تو تمہارا کیا خیال تھا وہ زومبی ہے؟"

منفرا کچھ دیر خاموش رہی پھر اس نے آہستگی سے کہا۔ "ہاں کسی حد تک۔۔۔"

پھر وہ ایک دم سے ہنسنا شروع ہو گئی۔ اسے خود سمجھ نہیں آرہا تھا معاویہ کو عام انسان بنا دیکھ کر وہ کیا محسوس کر رہی ہے۔ فی بی اسے ہنستا دیکھ کر ہنس دی۔

"پاگل ہو گئی ہو تم؟"

"پتا نہیں۔" اس نے کندھے اچکا دیئے۔ "کہیں جا رہی ہو؟"

"ہاں رونالڈ مجھے ڈیٹ پر لے جا رہا ہے۔" فی بی نے مسکرا کر جواب دیا۔

" اوہو لکی لیڈی!۔" منفرا نے شرارت سے کہا۔

"میں دعا کرونگی کسی دن معاویہ بھی تمہیں ڈیٹ پر لے جائے۔" فی بی نے بھی شرارت کا جواب شرارت سے دیا۔

"اوہ کم آن اس کے ساتھ ڈیٹ پر جانے کی کوئی خواہش نہیں ہے مجھے۔"

اس نے ہلکے سے تبسم کے ساتھ کہا ایسے جیسے انسان کسی بات سے حظ بھی اٹھا رہا ہو اور اسے رد بھی کرنا چاہے۔

"جیسے تم اسے عام انسانوں کی طرح بات کرتا دیکھ کر اور مسکراتا دیکھ کر خوش ہوئی ہو اس سے تو کچھ اور ہی لگتا ہے۔" فی بی نے پھر شرارت سے کہا۔

"جو بھی لگتا ہے وہ غلط لگتا ہے۔" اس نے اصرار کیا تو فی بی نے کندھے اچکا دیئے۔

"اس بات کا فیصلہ وقت کو کرنے دیتے ہیں۔"

"آل رائیٹ۔۔۔" منفرا خوش دلی سے مسکرا دی۔اور کراس بیگ الماری میں رکھ دیا جس کی اندرونی جیب مین ڈاکٹر ریمسن کا لکھا ہوا نسخہ چڑ مڑ پڑا تھا۔

بابا کبیر کے پیچھے وہ اس کمرے میں آئے۔جہاں آئے کت کی ننٹنگ مشین اور دیگر سامان رکھا ہوا تھا اور وہ وہاں اپنا ننٹنگ کا کام کرتی تھی۔

آئے کت شاکڈ سی دروازے کے پاس کھڑی تھی اور ہکا بکا ہوئی اپنے کمرے کا حال دیکھ رہی تھی۔وہ دونوں پینٹنگز جو پچھلے کمرے سے غائب ہوئی تھیں ٹوٹی

چھوٹی حالت میں نٹنگ مشین پر پڑی تھیں۔ایسا لگتا تھا انہیں مشین پر مار مار کر توڑا گیا ہو مشین پر ضربیں موجود تھیں اور صرف یہی نہیں آئے کت کے بنائے ہوئے تمام سوئیٹر اور پیٹرن پھٹے ہوئے تھے۔انہیں ادھیڑ دیا گیا تھا یا ایسا لگتا تھا کسی تیز دھار چیز سے کاٹ دیا گیا ہو۔

آئے کت شاک سے زیادہ بے بسی کا شکار ہوئی تھی اس کی اتنی محنت پر پانی پھیر دیا گیا تھا۔

"آپ کے خیال میں یہ کون کر سکتا ہے؟"

"مجھے نہیں پتا۔"وہ رونکھی ہو کر بولی۔"لیکن میری ساری محنت برباد ہو گئی پچھلے ڈھائی مہینوں میں میں نے دن رات اس کنسائنمنٹ کو مکمل کرنے کی تیاری کی تھی سب ختم ہو گیا۔"وہ بے بسی سے رونے لگی۔

"مجھے افسوس ہے مسز وسامہ! لیکن آپ بے فکر رہیں یہ جس نے بھی کیا ہے ہم جلد اس کا پتا لگا لیں گے۔"

وسامہ بھی خاموش تھا وہ بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا کیا کہے۔

"کیا آپ کو کسی پر شک ہے؟" ایس ایس پی نے کھڑکیاں دروازے چیک کرتے ہوئے کہا۔یہاں بھی ایسا کوئی راستہ موجود نہیں تھا جس کے ذریعے

کوئی باہر سے آکر یہ تباہی مچاتا۔

"ہم شک کا اظہار کیسے کر سکتے ہیں ہم تو یہاں کسی کو زیادہ جانتے بھی نہیں ہیں۔"

وسامہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم اس بارے میں جلد پتا چلا لیں گے۔"ایس ایس پی نے کہا پھر جاتے ہوئے وسامہ سے کہا۔

"آپ چاہیں تو آج کی رات ایک کانسٹیبل فلک بوس کے باہر تعینات کیا جا سکتا ہے؟"

"میں اس کے لئے آپ کا شکر گزار رہونگا۔"وسامہ نے ایس ایس پی سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"کانسٹیبل اسلم آج رات یہاں ڈیوٹی دے گا۔"ایس ایس پی نے ساتھ آئے ہوئے کانسٹیبل سے کہا۔اس کا خون خشک ہو گیا۔

"یس سر۔"اس نے سلیوٹ کیا۔

وسامہ نے کانسٹیبل کا فون نمبر نوٹ کر لیا۔"کسی مشکل صورتحال میں آپ فون کر سکتے ہیں۔"

پولیس والے مرکزی دروازے سے لکڑی کے پھاٹک کی طرف بڑھ گئے تو

وسامہ کے کہنے پر کبیر نے اندرونی دروازہ بند کر دیا۔اندر کا رابطہ باہر سے منقطع ہوگیا۔

مرکزی دروازے سے ایک طویل روش لکڑی کے پھاٹک تک جاتی تھی۔وہ تینوں ساتھ ساتھ اسی روش پر چلتے خود کار پھاٹک کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"کچھ عجیب سا کیس لگ رہا ہے یہ مجھے۔"ایس ایس پی نے کہا۔

"آپ صحیح کہہ رہے ہیں سر!دونوں کمروں میں ایسا کوئی دروازہ کھڑکی نہیں ہے جس سے کوئی باہر سے اندر داخل ہوا ہوایسا لگتا ہے یہ کسی اندر کے بندے کا ہی کام ہے۔"

"اور مجھے لگتا ہے میں اس اندر کے بندے کو جانتا ہوں ہاہاہاہاہا۔" ایس ایس پی اور دوسرا ساتھی ہنسنے لگے۔

اسلم کا حلق خشک ہورہا تھا اس نے بدقت تھوک نگلا۔وہ تینوں ہی بشام کے پرانے باسی تھے اور فلک بوس سے متعلق افواہوں سے واقف تھے۔

"کیا یہ نہیں ہوسکتا سر جی!کہ آج رات فردوس کو بھی میرے ساتھ یہاں تعینات کیا جائے۔"اس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔اس بات پر وہ دونوں اور زور سے ہنسنے لگے اورایسے ہی باتوں باتوں مین جیپ میں سوار ہوگئے۔

"پولیس فورس میں آکر بڑے سے بڑے مجرم سے مقابلے کی قسم کھائی تھی

تم نے اورایک بدروح کے قصوں سے ڈر گئے۔"

" مجرموں سے مقابلہ کرنا تھا سر جی! بدروح سے تو نہیں۔"اس نے بیچارگی سے کہا۔

" سنی سنائی باتیں ہیں ساری۔"وہ اس کا مزاق اڑا رہے تھے۔

"رائی ہوتی ہے تو پہاڑ بنتا ہے سر!" اس کا بس نہ چلتا تھا کسی طرح ان کے ساتھ جیپ میں سوار ہو جائے۔

لیکن وہ دونوں اسے لفٹ کروانے کے موڈ میں نہیں تھے۔

"اگر رات کو وہ بدروح تمہارے پاس آجائے تو میرا سلام کہہ دینا چل اب پھاٹک کھول۔" وہ ہنستے ہنستے چلے گئے پیچھے کانسٹیبل اسلم نے پھاٹک بند کیا اور سہے ہوئے انداز میں پلٹ کر دیکھا طویل روش کے اختتام پر ہلکی دھند کے عقب میں فلک بوس سر اٹھائے کھڑا تھا۔اردگرد لگے ہوئے لیمپ پوسٹس کی روشنیاں براہ راست اس پر پڑ رہی تھیں اور کثیف دھند کے مرغولے فلک بوس کی چمنیوں سے لپٹے ہوئے تھے

کانسٹیبل نے اپنی گن پر ہاتھ مضبوط کئے اور سہما سہما سا جاکر چوکیدار کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا۔

اندر آئے کت سر پکڑے بیٹھی تھی۔خاتون بی بی اور بابا کبیر سامنے مودبانہ انداز میں ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔

وسامہ آکر آئے کت کے ساتھ بیٹھ گیا اور تسلی دینے کے لئے بولا۔

"فکر مت کرو یہ جس نے بھی کیا ہے اس کا جلدی پتا چل جائے گا۔"

"جب آپ لوگ یہاں موجود تھے تو فلک بوس میں اتنا بڑا کام کیسے ہوگیا؟" آئے کت نے ناراضی سے بابا کبیر کو دیکھا۔

"ایس ایس پی صاحب کہہ رہے تھے ایسے کوئی شواہد موجود نہیں ہیں کہ یہ کسی نے باہر سے آکر کیا ہے۔"

"اگر باہر سے آکر کسی نے نہیں کیا تو کیا کوئی جن یا بدروح آکر کر گئی یہ کام۔"وسامہ نے غصے اور ناراضی سے ایک دم سے کہا پھر خود ہی چپ ہوگیا اسے ایک دم سے احساس ہوا تھا کہ کیا کہہ دیا ہے اس نے۔

"مم میں بھی کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔"خاتون بی بی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"تم تو خاموش ہی رہو۔" آئے کت نے جھنجھلاہٹ آمیز انداز میں کہا۔

"زیادہ سے زیادہ تم کیا کہو گی کہ یہ اسی بدروح کیا نام تھا اس کا؟ہاں آیوشمتی کا کام ہے اسی کا کام ہے۔ایسی بیوقوفانہ باتیں کسی اور کے سامنے کرنا۔"پھر اس نے وسامہ کی طرف دیکھا۔

"جو ہونا تھا ہو گیا لیکن ہمیں انکوائری کروانی چاہیئے کہ یہ کیا کس نے ہے؟بلکہ مجھے یاد آیا۔"وہ ایک دم پرجوش ہو کر بولی۔

" میں نے کسی کو دیکھا تھاہاں مجھے یاد آیا میں نے صبح اس کمرے کے باہر کسی کو بھاگتے ہوئے دیکھا تھا لیکن پتا نہیں چلا کہ وہ کون ہے۔۔۔"اس کے انداز میں پریشانی تھی۔

وسامہ اس کی بات سن کر مزید پریشان ہو گیا۔

"تمہیں اس بارے میں پولیس کو بتانا چاہیئے تھا۔"

"اس وقت مجھے یاد نہیں آیا"وہ کف افسوس ملنے لگی۔"سچ بات تو یہ ہے کہ میں اسے اپنا وہم سمجھی تھی۔"

"ممکن ہے وہ جو کوئی بھی تھا ابھی بھی فلک بوس کے اندر ہی کہیں چھپا ہوا ہو۔"وسامہ نے خیال ظاہر کیا۔

"پاشا کو تیز بخار ہے کوارٹر میں بیہوش سا پڑا ہے ورنہ اس کے ساتھ مل کر

میں پورے فلک بوس کو چھان سکتا تھا۔"

"صاحب ! اب رات کے اسوقت ہم کچھ نہیں کر سکتے بہر حال ہمیں صبح کا انتظار کرنا ہی ہو گا۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

"آپ لوگ کھانا کھا لیں۔اس کے بعد اپنے کمرے کا دروازہ اچھی طرح لاک کر لیں تا کہ خدانخواستہ اگر فلک بوس میں کوئی موجود بھی ہے تو آپ کو نقصان نہ پہنچا سکے۔"

وسامہ نے اثبات میں سر ہلایا اور کھڑا ہو گیا۔

"میں آج رات گول کمرے میں پہرہ دونگا انشاء اللہ صبح ہم اس بندے کو تلاش کر لیں گے۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے کبیر !اگر وہ کوئی عام چور اچکا ہوتا تو ان پینٹنگز کو یہاں نہ چھوڑ کر جاتا تم نے دیکھا نہیں اس نے صرف چیزیں تباہ کی ہیں۔مجھے فکر ہے کہیں وہ کسی کو کوئی جانی نقصان نہ پہنچا دے۔"

"میں پہرہ دونگا صاحب!"

"نہیں بھئی تمہاری جان بھی ہمیں عزیز ہے۔"وسامہ نے کہا۔

"تم لوگ بھی اپنے کوارٹر کا دروازہ اچھی طرح بند رکھو یہ رات خیریت سے گزر جائے صبح دیکھتے ہیں پھر کیا ہو سکتا ہے۔"

وہ دونوں آپس میں بات کر رہے تھے آئے کت نے چپکے سے سر اٹھا کر چاروں طرف دیکھا۔اوپری منزل پر ہر طرف سناٹا اور عجیب سی وحشت پھیلی ہوئی تھی۔وہاں کوئی ذی روح نہیں تھا بے شک اس نے خاتون بی بی کو خاموش کروا دیا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی وسامہ کے دل میں کوئی شک سر اٹھائے لیکن پہلی بار آئے کت کو فلک بوس میں رہتے خوف محسوس ہوا تھا معاً اوپری منزل کے ستون جو اس وقت نیم اندھیرے کی زد میں تھا اس ستون کے عقب سے میں آئے کت کو کسی ہلچل کا احساس ہوا۔وہ بری طرح کھٹک گئی ذرا غور کیا تو ایسا لگا جیسے کوئی ہیولہ جھانک رہا ہو۔

اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور دل بری طرح دھڑکنے لگا۔یہ چند سیکنڈز کی بات تھی کسی کو پتا بھی نہیں چلا کی آئے کت پر کیا قیامت گزری ہے۔وہ بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھی اور چند قدم آگے بڑھی لیکن اس سے پہلے کہ اسے واضح طور پر کچھ دکھائی دیتا ہوا کا ہلکا سا جھونکا آیا اور ستون کی متوازی سمت میں لگا پردہ اڑ کر نگاہوں کے سامنے لہرا گیا۔آئے کت کے لبوں سے سکون کی سانس

برآمد ہوئی اور اپنی بیوقوفی پر وہ مسکرانے لگی پھر جلدی سے وسامہ کے پیچھے چلی گئی۔

گول کمرہ خالی ہو گیا۔

اسی وقت ستون کی اوٹ سے وہ ہیولہ ذرا سا آگے آیا اور اس نے جاتی ہوئی آئے کت کو دیکھا پھر سامنے کی دیوار میں مدغم ہو گیا۔

(باقی آئندہ)